

# Allama Iqbal Open University AIOU Matric solved assignment No 1 Autumn 2025 Code 201 Islamiat

سوال نمبر 1- قرآن مجید کی تعلیمات، تلاوت کے اہم آداب اور فضائل تحریر کریں

قرآن مجید کی تعلیمات کا جامع تعارف

قرآن مجید وہ عظیم الشان اور مقدس کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد ﷺ پر نازل فرمائی۔ یہ کتاب محض ایک دینی صحیفہ ہی نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، جس میں انسان کی زندگی کے ہر پہلو کے متعلق رہنمائی دی گئی ہے۔ قرآن صرف عبادات یا عقائد پر زور نہیں دیتا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اخلاقی اصول، معاشرتی تعلقات، اقتصادی نظام، سیاسی انصاف اور بین الاقوامی تعلقات کے بارے میں بھی اصول و ضوابط واضح کرتا ہے۔ قرآن مجید کا سب سے بڑا معجزہ یہ ہے کہ یہ ہر زمانے اور ہر خطے کے لیے یکساں طور پر قابل عمل اور رہنما ہے۔

قرآن کی تعلیمات کا مرکزی مقصد یہ ہے کہ انسان کو اس کے حقیقی مقصد یعنی اللہ کی بندگی اور اطاعت کی طرف متوجہ کیا جائے۔ یہ کتاب انسان کو ظلم و جبر سے نجات، جہالت سے روشنی اور گمراہی سے ہدایت عطا کرتی ہے۔ قرآن کا پیغام یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی اللہ کی رضا کے مطابق گزارے تاکہ دنیا میں سکون اور آخرت میں نجات حاصل کر سکے۔

## 1. توحید کی تعلیمات

قرآن کا سب سے پہلا اور بنیادی پیغام توحید ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، وہی خالق، مالک اور رازق ہے۔ قرآن کہتا ہے:

"اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔" (البقرہ: 163)

## 2. رسالت پر ایمان

قرآن مجید انسان کو یہ سکھاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں انبیاء کرام کو بھیجا تاکہ وہ انسانوں کو سیدھی راہ دکھائیں۔ آخری نبی حضرت محمد ﷺ کی رسالت پر ایمان لانا ضروری ہے کیونکہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

## 3. آخرت پر ایمان

قرآن انسان کو بار بار یاد دلاتا ہے کہ دنیا کی زندگی عارضی ہے اور آخرت ہی اصل زندگی ہے۔ وہاں ہر انسان کو اس کے اعمال کے مطابق جزا یا سزا ملے گی۔ قرآن کا فرمان ہے:

"اور جو ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا اور جو ذرہ برابر بدی کرے گا وہ اسے دیکھ لے گا۔" (الزلزال: 7-8)

## 4. عبادات کا نظام

قرآن انسان کو نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج جیسے فرائض کی تاکید کرتا ہے تاکہ بندہ اللہ کے قریب رہے اور دوسروں کے حقوق ادا کرے۔ یہ عبادات انسان کو روحانی بلندی اور سماجی ذمہ داری کا احساس دلاتی

ہیں۔

## 5. اخلاقیات

قرآن مجید انسان کو اعلیٰ اخلاق اپنانے کی تعلیم دیتا ہے۔ صدق، صبر، شکر، حلم، تقویٰ، عدل، احسان اور انفاق جیسے اوصاف قرآن کی بنیادی تعلیمات ہیں۔ اسی طرح جھوٹ، فریب، تکبر، ظلم اور بے حیائی جیسے اخلاقی برائیوں سے بچنے کی ہدایت دیتا ہے۔

## 6. انسانی مساوات اور بھائی چارہ

قرآن یہ بتاتا ہے کہ سب انسان اللہ کی مخلوق ہیں۔ کسی کو رنگ، نسل، زبان یا دولت کی بنیاد پر فضیلت حاصل نہیں بلکہ اصل فضیلت تقویٰ کی بنیاد پر ہے۔ قرآن میں ہے:

"بیشک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔" (الحجرات: 13)

## 7. عدل و انصاف

قرآن عدل قائم کرنے پر زور دیتا ہے۔ خواہ اپنے خلاف یا قریبی رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، سچائی اور انصاف کا ساتھ دینا چاہیے۔ یہ تعلیم ایک مضبوط اور پرامن معاشرہ قائم کرنے کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

## 8. حقوق العباد

قرآن والدین کی خدمت، رشتہ داروں کا خیال، یتیموں اور غریبوں کی مدد، پڑوسیوں کے حقوق کی پاسداری اور ضرورت مندوں کی امداد پر زور دیتا ہے۔ اس طرح یہ کتاب انسانیت کو محبت اور اخوت کے رشتے میں باندھتی ہے۔

---

قرآن مجید کی تلاوت کے آداب

قرآن کی تلاوت صرف زبانی عمل نہیں بلکہ روحانی عبادت ہے۔ اس کے کچھ خاص آداب ہیں جنہیں ملحوظ رکھنا ضروری ہے تاکہ تلاوت دل پر اثر کرے اور انسان اس کے نور سے فائدہ اٹھائے۔

1. پاکیزگی اور وضو کرنا: قرآن کو ہاتھ لگانے اور پڑھنے سے پہلے وضو کرنا چاہیے تاکہ جسم اور روح دونوں پاک ہوں۔

2. نیت میں اخلاص: تلاوت کا مقصد صرف اللہ کی رضا ہو، نہ کہ دکھاوا یا محفل میں تعریف حاصل کرنا۔

3. سکون اور ادب کے ساتھ بیٹھنا: تلاوت کے دوران ادب و احترام کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

4. اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنا: شیطان سے بچنے کے لیے تلاوت شروع کرنے سے پہلے یہ کلمات پڑھنا لازمی ہیں۔

5. تجوید کے ساتھ پڑھنا: قرآن کو صحیح مخارج اور قواعد کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے تاکہ اس کے الفاظ کا اصل حسن اور مطلب ظاہر ہو۔

6. آہستگی اور غور کے ساتھ تلاوت: جلدی جلدی پڑھنے کے بجائے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا چاہیے تاکہ دل و دماغ متاثر ہوں۔

7. معنی پر غور و فکر: تلاوت کا اصل مقصد سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ہے، اس لیے آیات کے ترجمہ اور مفہوم پر بھی غور کرنا چاہیے۔

8. دل کو نرم کرنا: قرآن کو پڑھتے وقت خشوع اور خضوع اختیار کرنا چاہیے تاکہ دل میں اللہ کی محبت اور خوف پیدا ہو۔

9. احترام: قرآن کو ہمیشہ پاک جگہ پر رکھنا اور اس کے ساتھ ادب سے پیش آنا ضروری ہے۔

---

قرآن مجید کے فضائل

قرآن مجید کی تلاوت اور اس پر عمل کے بے شمار فضائل ہیں جنہیں قرآن اور احادیث میں بیان کیا گیا ہے۔

1. ہدایت کا ذریعہ: قرآن پر عمل کرنے والا سیدھی راہ پر چلتا ہے۔ یہ پرہیزگاروں کے لیے ہدایت ہے۔

2. تلاوت عبادت ہے: ایک ایک حرف پڑھنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

"میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے۔" (ترمذی)

3. دل کو سکون ملتا ہے: قرآن اللہ کا ذکر ہے اور اللہ کے ذکر سے دل مطمئن ہوتے ہیں۔

4. قیامت کے دن شفاعت: نبی ﷺ نے فرمایا: "قرآن اور روزہ قیامت کے دن بندے کے حق میں سفارش کریں گے۔"

5. گھر میں رحمت کا نزول: جہاں قرآن کی تلاوت کی جاتی ہے وہاں سکون اور برکت نازل ہوتی ہے۔

6. درجات کی بلندی: قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے والا اللہ کے ہاں بلند مرتبہ پاتا ہے۔

7. اہل قرآن کی فضیلت: نبی ﷺ نے فرمایا: "تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔"

---

#### نتیجہ

قرآن مجید ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس کی تعلیمات انسان کو دنیا اور آخرت دونوں میں کامیاب کرتی ہیں۔ اس کی تلاوت ایک عظیم عبادت ہے جس کے آداب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے تاکہ اس کے اثرات دل و دماغ پر ہوں۔ قرآن کے فضائل اس قدر عظیم ہیں کہ یہ نہ صرف دنیا میں سکون کا ذریعہ ہے بلکہ آخرت میں نجات اور بلند درجات کا بھی سبب ہے۔ مسلمان کے لیے قرآن سے محبت، تلاوت، سمجھنا اور اس پر عمل کرنا ہی اصل کامیابی ہے۔

## سوال نمبر 2- سورة الفلق مع ترجمہ خوشخط تحریر کریں، نیز درج ذیل آیت کریمہ مع ترجمہ و تشریح لکھیں

سورة الفلق (سورة نمبر 113)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ (1)  
مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ (2)  
وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ (3)  
وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ (4)  
وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ (5)

ترجمہ سورة الفلق

(اے نبی ﷺ) کہہ دیجیے کہ میں صبح کے رب کی پناہ مانگتا ہوں۔  
ہر اس چیز کے شر سے جو اُس نے پیدا کی۔  
اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ چھا جائے۔  
اور گنڈوؤں میں پھونکنے والی جادوگرنیوں کے شر سے۔  
اور ہر حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔

سورة الفلق کا پس منظر اور اہمیت

سورة الفلق مدنی یا مکی دونوں حوالے سے بیان کی جاتی ہے لیکن مفسرین کی اکثریت کے نزدیک یہ مکی ہے۔ یہ سورة قرآن کی دو مشہور سورتوں میں سے ایک ہے جنہیں "معوذتین" کہا جاتا ہے (سورة الفلق اور سورة الناس)۔ ان

سورتوں کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ انسان اللہ کی پناہ میں آ کر دنیا و آخرت کے شرور اور فتنوں سے محفوظ ہو۔

یہ سورۃ دراصل انسان کو سکھاتی ہے کہ وہ اپنی حفاظت کے لیے سب سے طاقتور ہستی، یعنی اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آئے، جو کائنات کا خالق ہے۔ یہ تعلیم ہمیں ظاہری اور باطنی برائیوں سے بچنے کا عملی طریقہ دیتی ہے۔

### سورۃ الفلق کی آیات کی تشریح

(1) قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ

"کہہ دیجیے کہ میں صبح کے رب کی پناہ مانگتا ہوں۔" یہاں اللہ کو "رب الفلق" کہا گیا ہے یعنی وہ ذات جو اندھیروں کو چاک کر کے روشنی پیدا کرتی ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ جیسے اللہ اندھیروں کو دور کر کے روشنی دیتا ہے، ویسے ہی وہ انسان کو مصیبتوں اور شرور سے نجات دیتا ہے۔

(2) مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ

"ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی۔" یہاں اللہ کی تمام مخلوقات کا ذکر ہے کیونکہ ہر مخلوق میں خیر بھی ہے اور اگر اللہ چاہے تو اس سے شر بھی ظاہر ہو سکتا ہے۔ بندہ اللہ سے یہ دعا کرتا ہے کہ وہ اسے مخلوقات کے ممکنہ شر سے بچائے۔

(3) وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ

"اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ چھا جائے۔" اندھیری رات کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ رات کے اندھیرے میں اکثر برے اعمال، جرائم اور شیطانی حرکات بڑھ جاتی ہیں۔ انسان اس وقت سب سے زیادہ اللہ کی پناہ کا محتاج ہوتا ہے۔



(4) وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ

"اور گنڈتوں میں پھونکنے والی جادوگریوں کے شر سے۔"  
اس سے مراد جادوگر یا جادوگری ہیں جو جادو کے عمل کے لیے دھاگوں  
میں پھونک مار کر لوگوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ اسلام نے جادو کو کفر قرار  
دیا ہے اور اس سے بچنے کا واحد ذریعہ اللہ کی پناہ ہے۔

(5) وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ

"اور ہر حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔"  
یہاں حسد کی برائی کو نمایاں کیا گیا ہے۔ حسد دراصل دوسروں کی نعمت  
دیکھ کر جلنا اور ان کے نقصان کی خواہش رکھنا ہے۔ یہ ایک ایسا مرض ہے  
جو انسان کے ایمان کو کمزور کرتا اور معاشرت میں فساد پھیلاتا ہے۔

درج ذیل آیت کریمہ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي  
شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَلِكَ خَيْرٌ  
وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا  
(سورة النساء: 59)

ترجمہ آیت

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو اور  
اپنے میں سے اولوالامر (حاکموں اور ذمہ داروں) کی بھی۔ پھر اگر کسی  
معاملے میں تمہارا آپس میں اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف  
لوٹا دو، اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو۔ یہی طریقہ بہتر ہے اور انجام  
کے اعتبار سے بھی اچھا ہے۔

## آیت کی مفصل تشریح

### 1. اطاعتِ الہی

آیت کا پہلا حکم اللہ کی اطاعت ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اللہ کے ہر حکم کو ماننا، اس کی شریعت کو اپنانا، اور نافرمانی سے بچنا۔ قرآن اور شریعت کی اصل بنیاد اللہ کی اطاعت ہے۔

### 2. اطاعتِ رسول ﷺ

اس کے بعد رسول ﷺ کی اطاعت کو مستقل طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے یہ واضح ہوا کہ سنت رسول ﷺ قرآن کی تشریح اور تکمیل ہے۔ جو شخص رسول ﷺ کی اطاعت نہیں کرتا وہ دراصل اللہ کی اطاعت سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔

### 3. اطاعتِ اولوالامر

اولوالامر سے مراد وہ لوگ ہیں جو کسی قوم یا معاشرے کے نظم و نسق کے ذمہ دار ہوں، جیسے حکمران، علما اور قاضی۔ لیکن یہ اطاعت اس وقت تک فرض ہے جب تک وہ اللہ اور رسول ﷺ کے خلاف کوئی حکم نہ دیں۔

### 4. اختلاف کی صورت میں رہنمائی

آیت کا سب سے اہم حصہ یہ ہے کہ جب مسلمانوں میں اختلاف ہو تو فیصلہ قرآن اور سنت کے مطابق کیا جائے۔ یہ اصول دراصل اسلامی قانون اور نظام حکومت کی بنیاد ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کوئی معاملہ قرآن و سنت سے باہر حل نہیں ہو سکتا۔

### 5. ایمان کا لازمی تقاضا

اللہ تعالیٰ نے شرط لگائی ہے کہ اگر تم واقعی اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو ہر تنازع کو قرآن و سنت کی طرف لوٹاؤ۔ یعنی ایمان کا تقاضا صرف زبانی دعویٰ نہیں بلکہ عملی طور پر قرآن و سنت کے فیصلے کو ماننا ہے۔

## 6. بہترین انجام

آیت کے آخر میں فرمایا گیا کہ یہی طریقہ سب سے بہتر ہے اور بہترین نتائج دینے والا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن و سنت کے مطابق فیصلہ کرنے سے دنیا میں عدل و انصاف قائم ہوتا ہے اور آخرت میں نجات حاصل ہوتی ہے۔

## خلاصہ

سورة الفلق ہمیں سکھاتی ہے کہ ہر شر سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے خواہ وہ مخلوقات کا ہو، اندھیروں کا ہو، جادو کا ہو یا حسد کا۔ دوسری طرف سورة النساء کی مذکورہ آیت مسلمانوں کی اجتماعی اور انفرادی زندگی کے لیے رہنما اصول فراہم کرتی ہے کہ اللہ اور رسول ﷺ کی اطاعت سب سے مقدم ہے اور تنازع کی صورت میں قرآن و سنت ہی کو فیصلے کا معیار بنایا جائے۔ اگر مسلمان ان اصولوں پر عمل کریں تو دنیا میں امن، عدل اور بھائی چارہ قائم ہو سکتا ہے اور آخرت میں کامیابی یقینی ہو جاتی ہے۔

### سوال نمبر 3: "حدیث عہد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں" پر مفصل نوٹ تحریر کریں

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلامی تعلیمات کا دوسرا بنیادی ماخذ ہے جو قرآن مجید کے بعد دین کے تمام احکام اور رہنمائی کے لیے سب سے اہم حیثیت رکھتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت، اقوال، افعال اور تقریرات کو "حدیث" کہا جاتا ہے اور یہ دین اسلام کی عملی شکل کو واضح کرتی ہے۔ عہد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حدیث کی تدوین اور حفاظت کا ایک خاص مقام تھا۔ اس زمانے میں حدیث کی اہمیت اور حفاظت کے مختلف پہلو ہمیں نظر آتے ہیں جن پر تفصیلی روشنی ڈالنا ضروری ہے۔

عہد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حدیث کا مفہوم

عہد نبوی میں حدیث سے مراد وہ تمام اقوال اور افعال تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف مواقع پر ادا فرمائے۔ صحابہ کرامؓ ان اقوال کو یاد رکھتے اور آگے پہنچاتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاموشی بھی اہم تھی، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر کسی بات یا عمل کو دیکھ کر خاموش رہتے تو وہ بھی امت کے لیے دلیل اور رہنمائی سمجھا جاتا تھا۔ اس لیے حدیث صرف قولی نہیں بلکہ فعلی اور تقریری بھی تھی۔

حدیث کی حفاظت کا طریقہ

عہد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حدیث کی حفاظت سب سے پہلے زبانی روایت کے ذریعے ہوتی تھی۔ عرب معاشرے میں حافظے کی قوت بہت زیادہ تھی اور لوگ بڑی آسانی سے اشعار اور نصوص کو یاد کر لیتے تھے۔ اسی صلاحیت کو صحابہ کرامؓ نے احادیث کے حفظ اور روایت میں استعمال کیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت عبد اللہ بن عمرؓ، حضرت انس بن مالکؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ اور دیگر بہت سے صحابہ اس فن میں ممتاز تھے۔

## حدیث کی کتابت کا آغاز

ابتدائی دور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن اور حدیث کے اختلاط سے بچانے کے لیے صحابہ کو زیادہ تر قرآن ہی لکھنے کی تاکید کی۔ لیکن بعد میں حدیث کی کتابت کی اجازت بھی دی گئی۔ بعض صحابہ نے حدیث لکھنے کے لیے ذاتی صحیفے تیار کیے۔ مشہور صحیفہ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ کا "صحیفہ صادقہ" تھا جس میں ہزار سے زائد احادیث درج تھیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں ہی حدیث کی کتابت کا آغاز ہو چکا تھا۔

## حدیث کی اشاعت اور تبلیغ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو احادیث آگے پہنچانے کی تاکید فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

"بلغوا عني ولو آية"

ترجمہ: میری طرف سے پہنچاؤ خواہ ایک ہی آیت کیوں نہ ہو۔

اس فرمان سے ظاہر ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی باتوں کو امت تک پہنچانے کی ذمہ داری صحابہ کرام پر ڈالی۔ چنانچہ صحابہ کرامؓ نہ صرف یاد کرتے بلکہ اپنی اولاد اور دوسرے مسلمانوں کو یہ تعلیمات منتقل کرتے تھے۔

## عہد نبوی میں حدیث کی احتیاط

عہد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حدیث کے حوالے سے بڑی احتیاط برتی جاتی تھی۔ صحابہ کرامؓ کسی بات کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سننے کے بغیر آگے بیان نہیں کرتے تھے۔ اگر کسی کو شک ہوتا تو وہ براہ راست نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھ لیتے۔ حضرت عمرؓ اور دیگر صحابہ روایت میں سخت تحقیق اور چھان بین کرتے تھے تاکہ کوئی غلط بات دین میں شامل نہ ہو۔

## حدیث کی اہمیت

عہد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حدیث کو قرآن کے بعد دین کا دوسرا  
ماخذ مانا جاتا تھا۔ قرآن کریم کے کئی مقامات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم کی اطاعت کو لازم قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:  
"وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ، وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا"

ترجمہ: جو کچھ رسول تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے  
رک جاؤ۔

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث دین  
کے لیے لازم ہیں۔

حدیث کی عملی مثالیں

عہد نبوی میں نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج جیسے ارکانِ اسلام کی تفصیلات  
حدیث کے ذریعے ہی واضح ہوئیں۔ قرآن نے ان ارکان کا ذکر تو کیا مگر ان  
کی ادائیگی کی عملی شکل حدیث ہی نے بیان کی۔ مثلاً نماز کی رکعات، اذان کا  
طریقہ، حج کے مناسک، روزے کے مسائل اور زکوٰۃ کی تفصیلات سب حدیث  
سے معلوم ہوئیں۔

نتیجہ

عہد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حدیث دین کی بنیاد اور عملی رہنمائی  
کا سب سے بڑا ذریعہ تھا۔ صحابہ کرامؓ نے نہایت ایمانداری اور ذمہ داری کے  
ساتھ احادیث کو یاد کیا، آگے پہنچایا اور بعض نے لکھا بھی۔ یہی وجہ ہے کہ  
بعد کے ادوار میں محدثین نے انہی روایات کو جمع کر کے مرتب کتب حدیث  
میں شامل کیا۔ اس طرح حدیث عہد نبوی سے ہی مسلمانوں کی زندگی کا لازمی  
حصہ رہی اور آج بھی دین اسلام کی رہنمائی کا دوسرا بڑا ماخذ ہے۔

## سوال نمبر 4- درج حدیث مبارک کا ترجمہ و تشریح کریں

حدیث مبارکہ:

«مَنْ نَفَسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِنْ كُرْبِ الدُّنْيَا، نَفَسَ اللَّهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرْبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ»

ترجمہ

"جو شخص کسی مؤمن کی دنیاوی پریشانیوں میں سے کسی ایک پریشانی کو دور کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی ایک بڑی پریشانی کو دور فرمائے گا۔"

حدیث کی جامع تشریح

1. حدیث کا بنیادی مفہوم

یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان عظیم تعلیمات میں سے ہے جو اسلامی معاشرت کی بنیاد کو واضح کرتی ہیں۔ آپؐ نے مسلمانوں کو یہ پیغام دیا کہ انسان اپنی نجات کے لیے صرف عبادات تک محدود نہ رہے بلکہ دوسروں کے ساتھ ہمدردی اور تعاون کو بھی اپنی زندگی کا حصہ بنائے۔ حدیث اس اصول کو بیان کرتی ہے کہ دنیا میں دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنا دراصل اپنی آخرت کے لیے سرمایہ جمع کرنے کے مترادف ہے۔

2. "کرب" اور مشکلات کا مفہوم

حدیث میں لفظ "کُرْبَةً" استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ہے سخت پریشانی، تنگی یا آزمائش۔ انسان دنیا میں مختلف طرح کی مشکلات کا شکار ہوتا ہے جیسے

غربت، بیماری، قرض، بے روزگاری، معاشرتی ناانصافی یا کسی ذاتی دکھ کا سامنا۔ اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ جب ہم کسی بھائی کو ان مشکلات سے نکالنے کی کوشش کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کا بدلہ ایسے دن پر دیتا ہے جس دن کی مشکلات سب سے زیادہ ہوں گی یعنی یومِ قیامت۔

---

### 3. قیامت کی بولناکیاں اور اللہ کی رحمت

قرآن مجید میں قیامت کو "یَوْمٌ عَظِيمٌ" اور "یَوْمُ الْحَسْرَةِ" کہا گیا ہے۔ اس دن کی گھبراہٹ اتنی سخت ہوگی کہ قرآن کے مطابق:

"يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ، وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ، وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ" (عبس: 34-36)

یعنی انسان اس دن اپنے بھائی، ماں، باپ، بیوی اور اولاد سے بھاگ جائے گا۔ اس دن کی مصیبتوں کو کم کرنے کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے انہی لوگوں سے کیا ہے جو دنیا میں دوسروں کی تکلیفیں کم کرتے ہیں۔

---

### 4. حدیث کے انفرادی پہلو

اس حدیث کو انفرادی سطح پر دیکھا جائے تو ہر مسلمان کو یہ نصیحت کی جا رہی ہے کہ وہ اپنے اردگرد نظر رکھے اور جہاں بھی کسی کو تکلیف یا مشکل میں دیکھے، وہاں مدد کرے۔

مثلاً:

● کسی غریب کی بھوک مٹانا۔

● بیمار کے علاج میں مدد دینا۔

● مقروض کا قرض ادا کرنا۔



● مظلوم کے لیے آواز بلند کرنا۔

● کسی یتیم یا بیوہ کے دکھ کو بانٹنا۔

یہ سب اعمال انسان کو اللہ کی خوشنودی کے قریب لے جاتے ہیں۔

---

5. حدیث کے اجتماعی پہلو

اسلام صرف فرد کو نہیں بلکہ پورے معاشرے کو سدھارنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ حدیث ایک اجتماعی نظامِ فلاح کا درس دیتی ہے۔ اگر ہر شخص یہ طے کر لے کہ وہ اپنے حصے کا کردار ادا کرے گا تو معاشرے میں غربت، ناانصافی اور محرومی ختم ہو سکتی ہے۔

اسلامی ریاست بھی اس تعلیم کی بنیاد پر فلاحی ریاست کہلاتی ہے جہاں حکومت کی ذمہ داری ہے کہ عوام کی مشکلات کو حل کرے اور ان کے دکھوں کو کم کرے۔

---

6. اخوت اور بھائی چارے کا تصور

یہ حدیث دراصل اسلامی بھائی چارے کی عملی شکل ہے۔ قرآن مجید میں بھی ارشاد ہوا:

"إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ" (الحجرات: 10)

یعنی "مؤمن تو سب آپس میں بھائی بھائی ہیں۔"

بھائی ہونے کا تقاضا یہی ہے کہ دکھ اور تکلیف میں ایک دوسرے کا سہارا بنیں۔

---

یہ مضمون کئی دوسری احادیث میں بھی آیا ہے:

● "اللہ اپنے بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے۔" (مسلم)

● "تم میں سے کوئی شخص ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔" (بخاری و مسلم)

یہ سب احادیث ایک ہی پیغام دیتی ہیں کہ دوسروں کی آسانی انسان کے ایمان کی تکمیل اور آخرت کی کامیابی کا ذریعہ ہے۔

یہ حدیث ہمیں یہ اخلاقی سبق دیتی ہے کہ:

- خود غرضی کو چھوڑ کر ایثار اور قربانی کو اپنایا جائے۔
- دوسروں کی مشکلات کو ہلکا کرنے میں خوشی محسوس کی جائے۔
- معاشرتی سطح پر ہمدردی اور تعاون کو فروغ دیا جائے۔
- دل میں دوسروں کے لیے محبت اور خیر خواہی رکھی جائے۔

اگر معاشرے میں یہ اصول عام ہو جائیں تو معاشرتی انصاف قائم ہوگا اور محروم طبقات کو سہارا ملے گا۔ اسی طرح اگر حکمران طبقہ اس تعلیم پر عمل کرے تو ریاست فلاحی ریاست بن سکتی ہے جہاں عوام کو بنیادی سہولتیں حاصل ہوں۔ یوں یہ حدیث معاشرتی اور سیاسی اصلاح کے لیے بھی بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔

---

#### 10. نتیجہ

اس حدیث مبارکہ کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا میں دوسروں کی مدد اور مشکلات کو دور کرنا ایک ایسا عمل ہے جس کا بدلہ اللہ تعالیٰ آخرت میں قیامت کی بڑی مصیبتوں سے نجات کی صورت میں دے گا۔ اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ایمان صرف عبادات کا نام نہیں بلکہ دوسروں کی خدمت اور دکھ بانٹنا بھی ایمان کا لازمی حصہ ہے۔ یہ حدیث ہمیں اپنے رویے بدلنے، دوسروں کے لیے آسانیاں پیدا کرنے اور ایک فلاحی معاشرہ قائم کرنے کی عملی تعلیم دیتی ہے۔

## سوال نمبر 5- کتابوں پر ایمان "عقیدے کا مفہوم لکھنے کے بعد چار آسمانی کتابوں کا مختصر تعارف لکھیں۔

### عقیدے کا مفہوم

عقیدہ عربی زبان کے لفظ "عقد" سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں مضبوط گرہ لگانا۔ عقیدہ دل کے اس پختہ یقین کو کہتے ہیں جو شک و شبہ سے بالاتر ہو۔ اسلامی اصطلاح میں عقیدہ وہ ایمان ہے جو بندہ اپنے دل سے رکھتا ہے اور اس پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسولوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے فرشتوں پر، قیامت کے دن پر اور تقدیر کے اچھے اور برے پہلوؤں پر یقین رکھنا ہی عقیدہ کہلاتا ہے۔ عقیدہ انسان کی زندگی کا بنیادی ڈھانچہ ہے کیونکہ اعمال کی درستگی کا انحصار عقیدے پر ہوتا ہے۔ اگر عقیدہ درست ہو تو اعمال بھی درست ہوتے ہیں اور اگر عقیدہ میں فساد آجائے تو اعمال بھی متاثر ہوتے ہیں۔

### ایمان بالکتاب کا مطلب

ایمان بالکتاب یعنی اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں پر ایمان رکھنا۔ اس کا مطلب ہے کہ مسلمان یہ یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی رہنمائی کے لیے مختلف انبیاء کرام علیہم السلام پر کتابیں اور صحیفے نازل کیے۔ یہ کتابیں اللہ تعالیٰ کے کلام پر مشتمل تھیں اور ان کا مقصد انسان کو اللہ کی بندگی کی طرف بلانا تھا۔ ان کتابوں کے ذریعے انسانیت کو حق و باطل میں فرق کرنے کا اصول ملا۔ ایمان بالکتاب اسلام کے چھ بنیادی ارکان ایمان میں سے ایک ہے اور اس کے بغیر ایمان مکمل نہیں ہوتا۔

آسمانی کتابیں انسان کو ہدایت دینے کا ذریعہ ہیں۔ ان کے ذریعے اللہ نے انسان کو یہ پیغام دیا کہ وہ صرف اسی کی عبادت کرے اور دنیاوی زندگی کو آخرت کی کامیابی کے لیے تیار کرے۔ آسمانی کتابوں پر ایمان لانا دراصل اللہ پر ایمان لانے کا حصہ ہے کیونکہ یہ کتابیں براہ راست اللہ کی وحی ہیں۔ ان کتابوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں انسان کو رہنمائی عطا کی تاکہ وہ گمراہی سے بچے اور سیدھے راستے پر قائم رہے۔

#### چار بڑی آسمانی کتابوں کا تعارف

##### 1. تورات

- نزول: تورات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
- قوم: یہ بنی اسرائیل کی رہنمائی کے لیے بھیجی گئی تھی۔
- مضامین: اس میں عقائد، شریعت، عبادات کے احکام اور حلال و حرام کے اصول شامل تھے۔ تورات میں اخلاقی اور سماجی زندگی کے اصول بھی بیان کیے گئے تھے۔
- موجودہ حالت: آج یہ "Old Testament" (عہد نامہ قدیم) کے نام سے بائبل کا حصہ ہے۔ لیکن موجودہ تورات میں تحریفات ہوچکی ہیں اور یہ اپنی اصل شکل میں محفوظ نہیں رہی۔
- اہمیت: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو اس کتاب کے ذریعے توحید، عدل اور انصاف کی تعلیم دی۔

- نزول: زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
- مضامین: یہ کتاب زیادہ تر دعاؤں، حمد و ثنا اور مناجات پر مشتمل تھی۔ اس میں اللہ کی کبریائی، قدرت اور بندگی کا ذکر زیادہ تھا۔ زبور میں احکاماتِ شریعت کم اور نصیحتیں زیادہ تھیں۔
- قوم: یہ بھی بنی اسرائیل کے لیے نازل کی گئی تھی۔
- موجودہ حالت: آج بائبل میں "Psalms" کے نام سے موجود ہے لیکن یہ بھی اپنی اصل شکل میں موجود نہیں رہی۔
- اہمیت: حضرت داؤد علیہ السلام اپنی خوبصورت آواز کے ساتھ زبور کی تلاوت کرتے تو پہاڑ اور پرندے بھی تسبیح میں شامل ہو جاتے تھے۔

- نزول: انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔
- مضامین: اس میں محبت، عفو و درگزر، رحمت اور بندگی کی تعلیمات تھیں۔ انجیل نے بنی اسرائیل کو شریعت موسوی کی حقیقت کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی ترغیب دی۔

- **قوم:** انجیل بنی اسرائیل کے لیے نازل ہوئی۔
- **موجودہ حالت:** آج بائبل کے "*New Testament*" میں انجیل کے کچھ اجزاء موجود ہیں لیکن وہ بھی تحریف شدہ ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اصل انجیل زمانے کے ساتھ تبدیل کر دی گئی۔
- **اہمیت:** انجیل نے لوگوں کو نرمی، عاجزی اور محبت کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ پیش آنے کی تعلیم دی۔

#### 4. قرآن مجید

- **نزول:** قرآن مجید اللہ کی آخری کتاب ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔
- **مضامین:** قرآن مجید میں عقائد، عبادات، اخلاقیات، معاملات، معیشت، سیاست، معاشرت اور پوری انسانی زندگی کے اصول بیان کیے گئے ہیں۔ یہ قیامت تک کے لیے کامل ضابطہ حیات ہے۔
- **قوم:** قرآن صرف ایک قوم کے لیے نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لیے نازل کیا گیا ہے۔
- **حفاظت:** اللہ تعالیٰ نے قرآن کو ہر قسم کی تحریف سے محفوظ رکھنے کا وعدہ کیا ہے۔ قرآن آج بھی اپنی اصل شکل میں محفوظ ہے اور قیامت تک محفوظ رہے گا۔

● **اہمیت:** قرآن پچھلی کتابوں کی تصدیق بھی کرتا ہے اور ان کے پیغام کو مکمل بھی کرتا ہے۔ یہ روشنی اور ہدایت کا سرچشمہ ہے اور آخرت کی کامیابی کا ضامن ہے۔

---

خلاصہ

عقیدہ اسلام کی بنیاد ہے اور اس کی تکمیل ایمان بالکتاب کے بغیر ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی رہنمائی کے لیے مختلف ادوار میں انبیاء کرام پر کتابیں نازل کیں۔ تورات، زبور اور انجیل مخصوص اقوام کے لیے تھیں اور وقت کے ساتھ تحریف کا شکار ہو گئیں۔ لیکن قرآن مجید اللہ کی آخری اور محفوظ کتاب ہے جو قیامت تک انسانیت کے لیے ہدایت کا ذریعہ رہے گی۔ ایمان بالکتاب ہمیں یہ یقین دلاتا ہے کہ اللہ نے انسان کو کبھی تنہا نہیں چھوڑا بلکہ ہمیشہ ہدایت کے چراغ روشن کیے۔